ڈاکٹر عبدالرحمٰن رافت باشا

عالم عربی کے مشہور اسلامی مفکر و ادیب اور مصنف پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحمٰن رافت الباشا کا حادثۂ وفات صرف عالم عربی کے لیے نہیں ملت اسلامیہ اور اسلامی ادب کے لیے زبردست خسارہ کی بات ہے، وہ استنبول (ترکی) چھٹیاں گزارنے گئے ہوئے تھے کہ وہیں ۱۸/ جولائی ۱۹۸۶ء کو انتقال فرما گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

استاد عبدالرحمٰن رافت الباشا شام کے شہر حلب کے مضافات میں پیدا ہوئے یہ تین ماہ کے تھے اسی وقت ان کے والد کا انتقال ہو گیا ان کی تربیت ان کے دادا نے کی، جو ایک بہت بڑے عالم اور حافظ قرآن تھے، اس کے ساتھ ساتھ صحیح بخاری کے بھی حافظ تھے، ڈاکٹر باشا کہا کرتے تھے کہ ان کے ذہن و دماغ میں اسلام کی قدر و عظمت کو جاگزیں کرنے اور قرآن وحدیث سے شغف پیدا کرنے میں ان کے دادا کا ہاتھ ہے۔ ڈاکٹر باشا مرحوم نے حلب اور دمشق میں تعلیم حاصل کی اس کے بعد عربی کے استاد ہوئے پھر حلب میں انسپکٹر آف اسکول رہے پھر قاہرہ سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی، اور ۲۲ سال سے امام محمد بن سعود یونیورسٹی ریاض میں پروفیسر اور پچھلے کئی سالوں سے وہ یونیورسٹی میں شعبۂ ادب عربی کی صدر تھے، اس طرح انھوں نے اپنے شاگردوں کی ایک پوری نسل تیاری کر دی ہے۔

ڈاکٹر باشا مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی اور ندوۃ العلماء سے بڑا گہرا تعلق رکھتے تھے، انھوں نے مولانا کی اسلامی ادب کی دعوت کو لبیک کہا، اور اس کو اپنا لیا، چنانچہ انھوں نے خود مسلم نوجوانوں کے لیے "صور من حیاۃ الصحابة" اور "صور من حیاۃ التابعین" کے نام سے کتابوں کا ایک سلسلہ تیار کر دیا، اسی کے ساتھ انھوں نے تحقیق و ریسرچ کرنے والے اپنے طلبہ سے "شعر الدعوۃ الإسلامیة" کے عنوان سے چھ جلدیں تیار کرائیں، وہ

اسلامی ادب کے موضوع پر جامعۃ الامام ریاض میں جہاں وہ استاد تھے کانفرنس رکھنا چاہتے تھے لیکن ان کی خواہش پوری ہوئے دیر لگی جس کی بنا پر ندوۃ العلماء میں منعقد کرنے کی تجویز آئی اور الحمدللہ بہت اچھے پیمانہ پر ندوۃ العلماء میں ۸۰ء میں سمینار منعقد ہوا جس میں عرب وہندوپاک کے اساتذہ تخصص ادب اچھی تعداد میں شریک ہوں اور اس ادب اسلامی کی انجمن قائم کرنے کی کچھ تجویزیں پاس کیں جس پر عمل درآمد پانچ سال کے بعد رابطہ ادب اسلامی کے قائم ہونے سے ہوا، اس کا صدر دفتر ندوۃ العلماء میں قائم ہوا اور صدر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ منتخب ہوئے اور ڈاکٹر پاشا نائب صدر منتخب ہوئے۔ ان علمی خدمات کے ساتھ وہ نہایت متواضع خلیق اور وسیع القلب تھے، انھوں نے اپنی زندگی ادب کی راہ سے اسلام کی خدمت میں گزاری، جب ان کو ندوہ کی طرف سے مذاکرۂ ادبیات اسلامی میں شرکت کی دعوت دی گئی، تو صرف یہی نہیں انھوں نے اس دعوت کو منظور کیا تھا بلکہ اس کو اپنا کام سمجھا تھا اور جلسہ کی نظامت بھی کی تھی، اس طرح وہ بجائے مہمان کے میزبان بن گئے، اور وہ فرائض وخدمات انجام دیں جو ہماری ذمہ داری بنتی تھی۔

جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے کہ عالمی رابطۂ ادب اسلامی کا جب قیام عمل میں آیا اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی صدر منتخب ہوئے تو یہ اس عالمی ادبی تنظیم کے اول نائب صدر قرار پائے، اور عرب ممالک، یورپ، امریکہ اور افریقہ سے متعلق رابطہ کے شعبہ کے سربراہ ہوئے، وہ اس میدان کے ایک مجاہد تھے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کی علمی دینی ودعوتی خدمت کو قبول فرمائے، اور انھیں اس پر بہتر سے بہتر صلہ عطا کرے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔